خطبہ جمعہ

پاکستان میں موجودہ حکومت کے دور میں احمدیوں پر ظلم پہلے سے بڑھ گیا ہے

مظلوم کی بددعا سے بچ کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

جس نے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے خلاف بد دعا کی اس نے گویا اپنا بدلہ لے لیا

(احباب دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ اپنے فضل سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو مکمل شفا عطا فرمائے)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ مورخہ ۱۲/ جنوری ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۲/ صلح ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم—

الحمدلله رب العلمين — الرحمٰن الرحيم — ملك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين—

اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

﴿لَايُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ . وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا.

اِنْ تُبْدُوا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ . فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا﴾۔

(سورۃ النساء: آیات ۱۴۹-۱۵۰)

اللہ سر عام بری بات کہنا پسند نہیں کرتا مگر وہ مستثنیٰ ہے جس پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ اگر تم کوئی نیکی ظاہر کرو یا اسے چھپائے رکھو یا کسی برائی سے چشم پوشی کرو تو یقیناً اللہ بہت درگزر کرنے والا (اور) دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔

اسی آیت کے تعلق میں پہلی حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے بندہ پر ظلم کرنے والے کے خلاف بد دعا کی تو اس نے گویا اپنا بدلہ لے لیا۔

اس لئے جماعت کو میں تاکید کیا کرتا ہوں کہ پاکستان میں ظلم کرنے والوں کو بے شک اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً کی بد دعا دیا کریں۔ کیونکہ اب یہ بالکل قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں ہے۔ یہ ہرگز ناجائز بد دعا نہیں ہے۔ جتنا ظلم اس وقت پاکستان میں احمدیوں پر ہو رہا ہے اور جب سے پرویز مشرف آئے ہیں اس وقت سے جس قدر ظلم بڑھ گیا ہے اس کی پہلے اس سے کوئی مثال نہیں ملتی۔

ایک حدیث ہے عَنِ أبنِ عَبّاسٍ رَضِيَ اللّٰه تَعالىٰ عَنْهُ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا عَنْهُمَا کہنا چاہئے کیونکہ حضرت عباس بھی اور ان کے بیٹے بھی دونوں صحابی تھے ان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن کا والی بنا کر روانہ فرمایا تو کہا: مظلوم کی بد دعا سے بچ کیونکہ اس میں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

ایک اور حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور جو شخص دوسرے کے قصور معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور عزت دیتا ہے اور کسی کے قصور معاف کر دینے سے کوئی بے عزتی نہیں ہوتی۔

یہ صدقہ کے تعلق میں قصور معاف کر دینے کا ذکر کیا چل پڑا ہے۔ اصل میں قصور معاف کر دینا بھی اللہ کے نزدیک اس کی طرف سے صدقہ ہوتا ہے۔ اگر کسی کا قصور معاف کر دیا جائے یعنی معافی کے لائق قصور اگر معاف کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں صدقہ ہی ٹھہرتا ہے۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات آپ کو سناتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"پس مومنوں کو بھی دو ہی قسم کی زندگی بسر کرنے کا حکم ہے۔ ﴿سِرًّا وَعَلَانِيَةً﴾ (سورۃ ابراہیم آیت ۳۲) بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ وہ اعلانیہ کی جاویں اور اس سے غرض یہ ہے کہ تا اس کی وجہ سے دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی کریں۔ جماعت نماز اعلانیہ ہی ہے (یعنی باجماعت نماز علانیہ ہی ہے) اور دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی پڑھیں اور سِرًّا اس لئے کہ یہ مخلصین کی نشانی ہے جیسے تہجد کی نماز۔ یہاں تک بھی سرًّا نیکی کرنے والے کرتے ہیں کہ ایک ہاتھ سے خیرات کرے اور دوسرے کو علم نہ ہو اس سے بڑھ کر اخلاص مند ملنا مشکل ہے"۔

یہ جو محاورہ ہے کہ ایک ہاتھ سے نیکی کرے دوسرے کو علم نہ ہو، مطلب یہ ہے کہ مخفی نیکی کرے ورنہ ایک ہاتھ سے بھی کام کرو تو دماغ تو دونوں ہاتھوں کے اوپر حاوی ہوتا ہے۔ دوسرے ہاتھ کو بھی علم تو ہو ہی جاتا ہے۔ مگر یہ اردو محاورہ ہے کہ اتنی مخفی نیکی کرے کہ گویا صرف ایک ہاتھ نیکی کرے تو دوسرے کو کچھ پتہ نہ چلے۔

"یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ایک انسان کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات پر ایمان لاتا ہے اور اس کے ساتھ ایک صافی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ دنیا اور اس کی چیزیں اس کی نظر میں فنا ہو جاتی ہیں اور اہل دنیا کی تعریف یا مذمّت کا اسے کوئی خیال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس مقام پر جب انسان پہنچتا ہے تو وہ فنا کو زیادہ پسند کرتا ہے اور تنہائی اور تخلیہ کو عزیز رکھتا ہے"۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر تم دشمن سے بدلہ نہ لو اور اسے خدا کے حوالے کر دو تو وہ خود نپٹ لیوے گا۔ دیکھو ایک بچے کے دشمن کا مقابلہ ماں باپ کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کے دروازہ پر گر جاتا ہے خدا خود اس کی رعایت کرتا ہے اور اسے ضرر دینے والے کو تباہ کر دیتا ہے"۔

پھر ایک اور جگہ "جنگ مقدس" میں حضور لکھتے ہیں:

"اصل بات تو یہ ہے کہ بدی کا عوض اسی قدر بدی ہے جو پہنچی ہو"۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کے انصاف، جو قرآن کریم میں ہمیں سکھایا گیا ہے اس کا کمال ہے کہ بدی کا بدلہ لیتے وقت انصاف سے کام لینا۔ عموماً بدی کا بدلہ لیتے وقت لوگ کچھ زیادتی کر جاتے ہیں۔ غصہ میں آکر جتنا کسی نے مارا اس سے زیادہ مار دیتے ہیں اب یہ عام طبعی بات ہے تو قرآن کریم نے مومن کو احتیاط سکھائی ہے کہ جب تم بدی کا بدلہ لو تو اس سے بڑھ کر نہیں لینا ورنہ تم بھی ظالم بن جاؤ گے۔

"لیکن جو شخص عفو کرے اور عفو کا نتیجہ کوئی اصلاح ہو، نہ کہ فساد یعنی عفو اپنے محل پر ہو نہ غیر محل پر پس یہ سب سے بہتر ہے"۔ اب بدی کا بدلہ اتنا لینا جتنا بدی ہو اور اگر عفو کر دو تو وہ اس سے بھی بہتر ہے یہ ایک ایسی تعلیم ہے جو دنیا کے کسی مذہب میں اس شان سے نظر نہیں آتی۔ صرف قرآن کریم نے مومنوں کو یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ "پس اجر اس کا اللہ پر ہے"۔ یعنی جو تم عفو کرو گے اور اس کے بعد نیکی کا سلوک کرو گے تو اس کا بدلہ اللہ پر ہوگا۔ لیکن

قرآن کریم میں ایک آیت میں یہ بھی وضاحت موجود ہے کہ عفو اس وقت کرو جب عفو سے اصلاح ممکن ہو۔ مَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ ۔ لیکن اگر عفو کے نتیجہ میں اصلاح نہ ہو بلکہ بغاوت بڑھے تو یہ نیکی نہیں ہے۔

پس قرآن کریم ایک مکمل تعلیم ہے۔ ایک شعشہ بھی اس کا اِدھر اُدھر نہیں کیا جاسکتا۔ اب وہ مائیں جو اپنے بچوں کو ہر بات پر معاف کر دیتی ہیں وہ بڑے ہو کے ظالم اور سفاک نکلتے ہیں اور اپنے جرم لے کے گلیوں میں پھرتے ہیں۔ اور جو بچے کو اس وقت معاف کرتی ہیں جب بچے کے دل میں نرمی پیدا ہو اور ماں باپ سے تعلق بڑھے اور ان کی عزت زیادہ ہو تو اس معاف کرنے میں ہرگز کوئی گناہ نہیں بلکہ یہ نیکی ہے۔ پس معافی کے ساتھ بھی یہ شرط ہے کہ مجرم کی حوصلہ افزائی نہ ہو بلکہ اس شرط پر معاف کیا جائے کہ مجرم کی حوصلہ شکنی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اب دیکھئے اس سے بہتر اور کون سی تعلیم ہو گی کہ عفو کی جگہ عفو اور انتقام کی جگہ انتقام رکھا جائے"۔

خطبہ کے اختتام پر حضور نے فرمایا: اب تو میں خطبات مختصر ہی دیتا ہوں کیونکہ جو مجھے دوائیاں مل رہی ہیں اس سے ٹانگوں میں کچھ تھوڑی سی لڑکھڑاہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اب تو میں اللہ کے فضل سے چل کے آیا ہوں اور کار پر آنے کی ضرورت نہیں پڑی، کوئی لڑکھڑاہٹ نہیں تھی لیکن اس کے لئے قوت ارادی استعمال کرنی پڑتی ہے ازخود نہیں لڑکھڑاہٹ قابو آتی ہے۔ اس لئے احباب سے درخواست ہے کہ دعائیں جاری رکھیں کیونکہ علاج ابھی لمبا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مکمل شفا عطا فرمائے تو پھر میں ہر نماز پہ آپ کے سامنے آجایا کروں۔